اور تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو بیچ کی سے

(ترجمہ حضرت محدث دہلوی)

رقص و سرود

مصنفہ

عظیم بیگ چغتائی

بی۔ اے۔ ایل، ایل۔ بی (علیگ)

مصنف

قرآن اور پردہ۔ حدیث اور پردہ۔ تفویض۔ وغیرہ وغیرہ

مطبوعہ جامع پریس۔ دہلی

بار اول ایکہزار

قیمت ۴ر

ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین

(اور تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو چکنی مٹی سے)

(ترجمہ حضرت محدث دہلوی)

رقص وسرود

مولفہ

مرزا عظیم بیگ چغتائی

بی اے۔ ایل ایل۔ بی (علیگ)

تصانیف

قرآن اور پردہ۔ حدیث اور پردہ۔ تفویض وغیرہ

مقام اشاعت دفتر کتابت عظیم بیگ چغتائی وکیل بلیغ اور

بار اول ۱۰۰۰

فریادِ مُصنّف

وہ مضمون ہوا کہ بیٹھے بٹھائے جو میری قسمت نے دھکا دیا تو رسالہ حریم لکھنؤ میں ایک مضمون ناچ گانے کے متعلق شائع کر دیا۔ اس مضمون میں میں نے حسب ذیل باتیں مختصر دلائل کے ساتھ لکھیں :-

(۱) قرآن شریف میں کوئی حکم ایسا نہیں جس کی رُو سے ناچنا گانا ممنوع قرار دیا جا سکے۔

(۲) مسلمان لڑکیاں اگر گانا بجانا سیکھیں اس لئے کہ وہ اپنے شوہروں کو گانا سنائیں تو کسی طرح بھی یہ امر از روئے قرآن یا حدیث ممنوع نہیں ہے۔

(۳) اگر کوئی لڑکی اپنے شوہر کے روبرو ناچے تو شرعاً از روئے قرآن و حدیث ممنوع نہیں ہے۔

(۴) گانا سننا سنت رسول اللہ ہے اور حضور نے گانا سنا۔
کرو
بنا
رسول نے بھی گانا سنا اور اس کو حرام نہیں خیال کیا۔

یہ مضمون شائع ہونا تھا کہ ہندوستانی دنیائے اسلام میں ایک ... ہو گیا۔ سب سے پہلے لاہور کے مشہور اخبار "انقلاب" کے ایڈیٹر نے "... ادث" کے عنوان سے ۱۷ نومبر کے انقلاب میں میرے خلاف ... میری ماں بہنوں کو گالیاں دیں۔ جو کچھ میں نے رسالہ حریم

ان کتابوں میں حدیث کی نذار

کے مضمون میں لکھا تھا اُس کو غلط بتایا اور سچ تو یہ ہے کہ اس "چوکٹ" نے مجھے وہ وہ گندی سُنائیں کہ کبھی نہ بھولوں گا۔ علاج تو اس کا یہ تھا کہ اس "عقل کے کھچے" پر فوجداری مقدمہ دائر کر کے زبان درازی کا مزہ چکھاتا مگر مصیبت یہ ہو گئی کہ بھائی عبدالمجید صاحب سالک کے کمترین نیازمندوں میں اپنے کو شمار کرتا ہوں۔ فوجداری کا مقدمہ کہاں تک چل سکتا تھا۔ اس کا اندازہ آپ میرے "حریم" والے مضمون اور "انقلاب" والے مضمون اور اس پمفلٹ کو کسی مجھ جیسے "مہر" دکلا اس وکیل کو دکھا کر معلوم کر لیجئے۔ لُطف تو دیکھئے کہ میں نے رسالہ "حریم" میں کہیں نہیں لکھا کہ ناچ دیکھنا سنت رسول اللہ ہے مگر انقلاب کے ایڈیٹر نے اتنا فقرہ اپنی طرف سے جوڑ کر لکھ دیا میں نے اس مضمون کی طرف توجہ بھی نہ کی لیکن اس دوران میں تمام نہاد اسلامی پریس نے میرے خلاف آفت جدت دی حتیٰ کہ میرے محترم بھائی سید عزیز حسن صاحب بقائی نے مجھے ایک خط لکھا اور مشورہ دیا کہ میں نے جو مضمون لکھا . . . . اس نے بڑا اشتعال پھیلا رکھا ہے لہٰذا بہتر ہے کہ معافی مانگ لو۔ قصہ مختصر ہر اخبار اور ہر چیتھڑے اور ہر دمچی نے جس پر لفظ اخبار کا اطلاق ہو سکتا تھا میرے خلاف زہر چکانی شروع کر دی۔ مثلاً "الخلیل"، "اودھ پنچ"، "خادم کلکتہ" وغیرہ وغیرہ اور ان اخباروں نے پبلک کو اس قدر ورغلایا کہ میرے پاس دھمکیوں کے خط آنے لگے۔ اور لو اور رافیونیوں اور کوکینیوں نے بھی مجھے چیلنج اور نوٹس دینا شروع کئے کہ جو کچھ لکھا ہے اُس سے معافی مانگو ہر گمنام شاعر

اور ہرنا کا م ادیب میرے اوپر پل پڑا۔ اور تو اور کوئی حضرت شاعر لکھنئوی اور کوئی راز رامپوری اور کوئی فرش یا شاید عرش (معاف فرمائیں صحیح یاد نہیں) رامپوری اور حضرت سید محمود مورخ بی۔ اے۔ وغیرہ وغیرہ سب کے سب اس خاکسار پر حملہ آور ہوئے۔ اب ان عقل کے چوکیداروں کو لاکھ لاکھ کہتا ہوں سمجھاتا ہوں خوشامد کرتا ہوں کہ للہ مجھے بدنام مت کرو مگر نہیں مانتے یہی کہے جاتے ہیں کہ معافی مانگ چکی کہ مولانا مولوی عبدالماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر سچ نے میرے خلاف اس معاملہ میں قلم اُٹھایا۔ وہ عالم ہیں۔ میرا وعدہ تھا کہ کوئی عالم تردید کریگا تو میں معافی مانگ لونگا چنانچہ میں نے سچ مورخہ ۲۰ جنوری ۳۳ء میں ان الفاظ میں معافی مانگ لی :۔

"گانے کے بارے میں میں نے کہا کہ حضورؐ نے گانا سننا اور گانا سننا سنت رسول اللہ ہوا۔ اور اگر کسی وجہ سے باوجود اس واقعہ کے بنظر مصلحت یا ادب کی وجہ سے اس کو سنت رسول اللہ کہنا غلطی ہے تو آیندہ میں احتیاط کروں گا۔"

لیکن اس معافی کے بعد ہی میں نے حضرت مولانا کی خدمت میں ایک اور خط بھیج دیا۔ اس میں میں نے لکھا کہ گلیلیو نے جب اعلان کیا کہ زمین گھومتی ہے تو علماء نے قتل کا فتویٰ دیا۔ مجبوراً گلیلیو کو ججوں کے سامنے کہنا پڑا کہ زمین نہیں گھومتی ہے اور میں نے غلط کہا مجھے معاف کیا جائے۔ اگر وہ اس طرح معافی نہ مانگتا تو قتل ہوتا۔ لیکن وہ عدالت کے کمرے سے باہر نکلا اور دربان نے جو اس سے پوچھا تو اس نے پھٹ سے کہدیا کہ باوجود میرے معافی

مانگنے کے بھی زمین گھوم رہی ہے۔ لہٰذا وہی مضمون میرا ہے۔ باوجودیکہ میں نے حسب وعدہ معافی مانگ ی لیکن پھر کہتا ہوں کہ گانا سننا سنت رسولؐ اللہ ہے اور رہیگا۔ ناچ دیکھنا جائز ہے خود رسولؐ اللہ نے دیکھا اور دکھایا اور یہ بھی جائز ہے اور رہیگا۔

حضرت مولانا عبدالماجد صاحب نے گانا سننا سنت رسولؐ اللہ ہونے کی وجہ حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کی ہے:-

"...... گانے اور باجے کی مخالفت میں حضور کے متعدد ارشادات وارد ہیں۔ عملاً بھی حضور اس سے محترز رہے۔ ۲۳ سال کی پیغمبرانہ اور ۶۳ سال کی کل زندگی میں شاید صرف دو بار ایسے موقع پیش آئے ہیں کہ جشن و مسرت عام کے دن۔ پیشہ ور عورتیں نہیں، فن موسیقی کی جاننے والیاں نہیں بستی کی کمسن لڑکیاں حضور کے مواجہہ میں عاشقانہ غزلیں اور ٹھمریاں نہیں، مبارکبا اور نعتیہ اشعار گاتی بجاتی آئیں .... حضور نے صرف یہ فرما کر اجازت دیدی کہ آج توحید کا دن ہے۔ کہاں یہ صورت واقعہ اور کہاں ایک ایسے مضمون میں جو رقص و سرود کی ترغیب اور موسیقی نوازی ہی کے لئے لکھا گیا ہو۔ بلا کسی شرط و قید کے مطلقاً یہ کہدینا کہ گانا تو سننا سنت رسول اللہ ہے ابلیس کی اس سے بڑھکر روشن مثال اور کیا ہوگی۔ معاذ اللہ۔ آپ کی رہبری)، اصطلاح میں سنت کا اطلاق ہر اس فعل پر ہو جاتا ہے جو نبیؐ سے اتفاقاً یا اضطراراً کبھی بھی صادر ہوا ہو" (سچ لکھنؤ۔ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۳۳ء عیسوی)۔

میں نہایت ہی ادب کے ساتھ مولانائے محترم کی عبارت سے اختلاف کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا باتوں میں ایک بات بھی انہوں نے صحیح نہیں لکھی۔ مولانا کی میرے دل میں اس وجہ سے اور بھی قدر ہے کہ آپ نے عام اخبار والوں کے بیہودہ رویہ سے ہٹ کر شاید ایک گریجویٹ کی شان کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور جو کچھ کہنا تھا وہ نہایت ہی ہمدردانہ لہجہ میں کہا۔ لہذا اس پمفلٹ میں آپ ہی کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں۔ مولانائے موصوف کی مندرجہ بالا تحریر کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے میں نے لکھ دیا ہے کہ جو کچھ بھی انہوں نے کہا ہے وہ بغیر سند کہا ہے اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہ صحیح کہا ہے۔ اور پھر یہی کہتا ہوں، بضد کہتا ہوں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنا دعویٰ پیش کرتا ہوں۔ دیکھئے اور انصاف کیجئے۔ اور اگر اب بھی پبلک مجھ سے کہتی کہ غلطی میری ہے تو میں پھر اس کا بھی علاج سوچونگا۔

منجملہ اور دھمکیوں کے ایک نام نہاد "مولوی" محمد متین الدین شمس الہ آبادی یہ دھمکی بھی دیتے ہیں کہ میری ساری ادبی تصانیف کا بائیکاٹ کر دینا چاہیئے اور میری منکوحہ بیوی کو میرے نکاح سے باہر کر دینے کا فتویٰ بھی دیدیا اور آخر میں یہ بھی لکھ دیا کہ "ابھی اسلام میں ایسے دیوانے موجود ہیں جو بانی اسلام کی توہین کرنیوالوں کی ہستی کو دنیا سے فنا کر سکتے ہیں" مولوی صاحب کو یہ نہیں معلوم کہ ان دیوانوں میں سے خود ایک خاکسار پٹیالوی بھی ہے

میری تصانیف اور پیشہ کے مشاغل میں یہ غلط پروپیگنڈہ جس طرح حارج ہوا ہے، میں خاموش تھا اور رہنا چاہتا تھا کہ بہتر ہے مذہبی معاملات میں کچھ

میری قلم سے نہ نکلے مگر خدا کو منظور یہی تھا کہ یہ پمفلٹ شائع ہو۔

ایک عرض اور ہے۔ ظاہرا میں نے بڑی بات کہی ہے، ایسی کہ سارا ہندوستان چیخ پڑا۔ مگر مجھے یقین کامل ہے کہ لوگ محسوس کریں گے کہ صرف دیوبند اور فرنگی محل کے علماء کے حصہ میں حدیث اور قرآن نہیں آگیا ہے اور یہ کہ آیندہ کبھی ایک غیر مولوی کو سچی اور سیدھی بات کہنے پر خواہ مخواہ ملعون نہ کہینگے۔

نوٹ:- میں اپنے عزیز بھائی سید محمد علی شاہ صاحب میکش کا بیحد شکر گذار ہوں کہ انہوں نے پوری طرح حق رشتہ داری ادا کیا اور اپنی کتاب "نغمہ اور اسلام" سے مجھے پوری طور پر استفادہ کی اجازت دیدی۔ یہ پمفلٹ اُسی کا نقش ہے۔

عظیم بیگ چغتائی

جودھپور

۱۸ جنوری ۳۳ء

تمہید
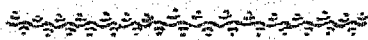
میں نے کہا گانا سننا اور گانا جانتا ہے تو میرے اوپر مصیبت نازل ہو گئی حالانکہ علما و ائمہ گانے کے بارہ میں یہ کہتے ہیں۔

(۱) ولا یدل علی تحریم السماع نص ولا قیاس۔ ترجمہ۔ گانے کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ نہ نص اور نہ قیاس (احیا العلوم امام غزالی)

(۲) واما الشافعی رضی اللہ عنہ فلیس تحریم الغناء من مذہبہ اصلاً۔ ترجمہ۔ شافعیؒ کے مذہب میں گانا ہرگز حرام نہیں ہے۔
(احیاء علوم)

(۳) امام احمد بن حنبل نے گانا سنا ہے (حجۃ الاسلام ابوالوفا ابن عقیل کی کتاب الفصول)

(۴) امام محمد بن حسن (امام محمد) نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کھانے یا ولیمے میں مدعو کیا گیا اور وہاں کھیل کود یا گانا ہوا تو اگر وہ بیٹھ گیا اور کھانا کھا لیا تو کچھ حرج نہیں ہے (ذخیرہ)

(۵) ایک شخص ولیمہ یا کھانے کے لئے مدعو کیا گیا اور وہاں پہونچ کر کھیل کود اور گانا پایا تو کوئی جرم نہیں ہے اگر وہ بیٹھ جائے اور کھالے۔ اس لئے کہ وہ حرام نہیں ہے (کنز)

بدقسمتی سے اسلامی تہذیب کو مولوی صاحبان نے اس طرح سمجھا ہے کہ

مذہب کا بہانہ کرکے ایسی محفل سے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔)
(۶) امام ابو یوسفؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا گانا اور دف شادی کے علاوہ سُننا مکروہ ہے۔ فرمایا کہ نہیں، مگر جب فحش ہو۔ (تاتارخانیہ)
(۷) امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوریؒ سے گانے کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ نہ وہ گناہ کبیرہ ہے اور نہ صغیرہ ہے۔ (صاحب الحمدونیہ)
(۸) خطیب البغدادی نے فرمایا ہے کہ امام صاحب سے ایک جاہل نے گانے کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ کوئی اس کا منکر نہیں ہے سوائے جاہل یا حامی غلیظ الطبع کے۔ (امام حجۃ الاسلام والاستاذ ابو منصور القفال المروزی)
(۹) امام ابو یوسف سے سوال کیا گیا کہ کیا گانا سُننا جائز ہے؟ فرمایا ہاں جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک بھی اسی طرح ہے۔ اور اس پر فتویٰ ہے (فتاوی الغنایتہ)

میری دانست میں مندرجہ بالا حوالہ جات سے گانے کی اجازت ملتی ہو یا نہ ملتی ہو کم از کم میری تو جان ضیق سے چھوٹنا چاہیئے کہ میں گانا سننا مذہباً جائز سمجھتا ہوں۔ ایسے ایسے بزرگان دین فرماتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ میں نے وہی کہا جو اور لوگ مجھ سے پہلے کہہ گئے ہیں۔

اب اس کے بعد یہ سوال ہوتا ہے کہ مردوں کا گانا سننا جائز ہے یا عورتوں کا گانا سننا جائز ہے۔ کیونکہ یہاں تو صرف گانے کا سوال ہے، اور ممکن ہے کہ مخالفین یہ کہدیں کہ یہاں صرف مردوں کے گانے کی

اجازت ہے۔

میں نے جب یہ کہا تو تمام اخبار چیتھڑے اور دھجیاں میرے پیچھے پڑ گئے۔ انقلاب کے ایڈیٹر نے مجھے گالیاں دیں جب میں نے لکھا کہ صحابیوں نے گانا سنا۔ اب میں انقلاب کے بیوقوف ایڈیٹر سے کہتا ہوں کہ لگے ہاتھوں کشف صاحب اباحتہ السماع کو بھی گالیاں دے کیونکہ یہ بزرگ بھی میری ہی طرح لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

"صحابہ میں سے عبداللہ ابن جعفرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، مغیرہؓ بن شعبہ اور معاویہ وغیرہ نے گانا سنا ہے۔ اور یہ فعل بہت سے صحابہ اور تابعین نے اچھا جان کر کیا ہے۔ حجازیوں نے ہمیشہ ہمارے سامنے افضل ایام سنت میں مکہ معظمہ میں گانا سنا ہے۔ افضل ایام سنت وہ چند دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ذکر کا حکم فرمایا ہے مثل ایام تشریق وغیرہ کے۔ مدینہ والے بھی مکہ والوں کی طرح ہمیشہ گانا سنا کیے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے سامنے بھی۔ ہم نے خود قاضی ابومروان کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس کنیزیں تھیں جو مردوں کو گانے سناتی تھیں .... عطا رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھی دو کنیزیں تھیں جو گاتی تھیں اور عطا کے بھائی سنتے تھے"

اسی سلسلے میں حسب ذیل بھی یہی بزرگ فرماتے ہیں:۔

"...... کسی نے ابوالحسن بن سالم سے عرض کیا کہ آپ سماع سے کیوں انکار فرماتے ہیں حالانکہ جنیدؒ اور سری السقطیؒ، ذوالنون مصری گانا سنتے

تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں گانے سے کس طرح منکر ہو سکتا ہوں جب ان لوگوں نے جو مجھ سے اچھے تھے سُنا ہے اور سننے کی اجازت دی ہے البتہ میں گانے کے لہو و لعب کو بُرا سمجھتا ہوں"

اب اگر ایڈیٹر انقلاب میں ذرہ بھر بھی جمیعت ہو تو وہ ان حضرت کو بھی بُرا بھلا کہے۔ ایڈیٹر انقلاب فرماتے ہیں کہ مزامیر کی ہزاروں جگہ ممانعت ہے۔ لیکن حضرت امام غزالیؒ اپنی کتاب آداب السماع میں فرماتے ہیں کہ "ڈھول طبلہ، ڈنڈے، اور ہر باجہ جائز ہے سوائے ان باجوں کے جس کے شرابی عادی ہوں۔ وہ ناجائز ہیں اور وہ مزامیر عراقی ہیں۔ عود، چنگ، رباب، بربط وغیرہ۔ یہ اس لئے ناجائز نہیں کہ ان میں لذت ہے۔ اگر یہ ہوتا تو ہر وہ شئے ناجائز ہوتی جس میں لذت ہو۔ بلکہ ان باجوں کو اگر کوئی اس طرح بجائے کہ لذت حاصل نہ ہو تو بھی ناجائز ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب شراب حرام کی گئی تو اس کی عادت جو لوگوں میں پڑی ہوئی تھی اس بات کی مقتضی ہوئی کہ لوگوں سے اُس کے چھڑانے میں مبالغہ کیا جائے۔ شروع میں اس مبالغہ کی انتہا یہاں تک ہوئی کہ جو برتن شراب کے استعمال کے لئے مخصوص تھے توڑ دئے گئے اور مزفت، حنتم، نقیر، شراب کے خاص برتن، میں نبیذ بنانے کی بھی ممانعت کر دی گئی اور ہر وہ چیز حرام کر دی گئی جو شرابیوں کا شعار تھی۔ مثلاً اوتار و مزامیر اور اُن کی حرمت شراب کے تابع ہونے کے سبب سے تھی" (احیاء علوم دین)

مندرجہ بالا چند باجوں کی حرمت دراصل شراب کے برتنوں کے ساتھ

ہی تھی۔ بعد میں شراب کے برتنوں میں کھانے پینے کا ثبوت بھی موجود ہے۔ پھر یہ مزامیر کس طرح ناجائز رہ گئے۔ بالخصوص جب کہ شراب کے برتنوں سے روکنے والی حدیث کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہ حکم عارضی تھا۔ (وھذا النھی کما قال السید جمال الدین یعنی یہ حکم منسوخ ہے، جیسا کہ سید جمال الدین نے بھی کہا ہے۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ المصابیح۔)

اتنا میری دانست میں مزامیر اور گانے کے بارہ میں کافی ہے اور اب کچھ ناچنے کے بارہ میں بھی سنئے۔

حضرت امام غزالی اپنی کتاب احیاء علوم میں فرماتے ہیں:۔

"وہ خوشی نیک ہے لہذا اس کا اظہار نغمے، رقص اور حرکات سے بھی اچھا ہے۔ صحابہ کی ایک جماعت کی بابت بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک خوشی میں جو ان کو حاصل ہوئی تھی رقص کیا تھا۔ جیسا کہ احکام رقص میں بیان ہوگا اور وہ جائز ہے .... یہ قیاسات اور نصوص اس پر دلالت کرتے ہیں کہ گانا ناچ دف بجانا، پٹہ وغیرہ کھیلنا حبشیوں کا ناچ دیکھنا خوشی کے موقع پر جائز ہے۔ عید پر قیاس کر کے۔ اسی حکم میں شادی، ولیمہ، عقیقہ، ختنہ، مسافر کی واپسی اور تمام اسباب فرح اور ہر وہ شے ہے جس پر شرعاً خوش ہونا جائز ہے اور دوستوں کی ملاقات اور ان کے ایک جگہ جمع ہونے پر، کھانے پر یا کلام پر خوشی جائز ہے اور یہ بھی گانا سننے کا موقع ہے۔"

غرض یہ ہے کہ میں نے تو صرف گانا سننا کہا تھا اور یہاں حضرت

امام غزالیؒ صحابیوں کو نچا رہے ہیں! ظاہر ہے کہ مردوں کے لئے اگر خوشی کے موقع پہ ناچنا جائز ہو سکتا ہے تو عورتیں بھی خوش ہو کر ناچ سکتی ہیں اور کوئی شرعی امر مانع نہیں ہو سکتا بشرطیکہ وہ غیر مردوں کے سامنے یا منظرِ عام پہ نہ ناچیں۔ چنانچہ افغانستان میں شادی بیاہ پہ مرد باہر ناچتے ہیں اور عورتیں اندر ناچتی ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب میں یہ ثابت کرتا ہوں کہ گانا سننا اور ناچ دیکھنا سُنّت رسول اللہ ہے۔

سنت رسول اللہ ؐ

حضرت مولانا عبد الماجد صاحب نے فرمایا ہے کہ حضور انور نے گانا کبھی کبھار یوں ہی سُن نہیں لیا بلکہ گویا سننا گوارہ کیا۔ لہذا سنت رسول اللہؐ نہیں کہہ سکتے۔ یہ بھی مولانائے موصوف فرماتے ہیں کہ حضور انور نے اس کی ممانعت بھی فرمائی ہے۔ حسب ذیل مشہور احادیث پیش کر کے خود مولانائے محترم سے انصاف کا طالب ہوں۔

ح ۱ ما بعث اللہ نبیا الا حسن الصوت۔ ترجمہ۔ خدا نے ہر نبی خوش آواز بھیجا ہے۔"

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ باوجود اس حدیث کے حضور خوش آواز اور خوش گلو نہیں تھے۔ معاذ اللہ۔ ایسا کہنا شاید نبوت سے انکار کرنا ہے۔

دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی تعریف میں:۔

ح ۲ "وہ نوحۂ نفس اور تلاوت زبور میں خوش آواز تھے حتیٰ کہ انکی آواز سننے کے لئے انسان اور جن اور وحوش و طیور جمع ہو جاتے تھے۔ ان کی مجلس سے چار سو جنازہ تک اُٹھے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری مشہور صحابی کی خوش الحانی کے بارہ میں ارشاد نبوی ہوتا ہے:۔

ح: "انہیں آل داؤد کے سازوں میں سے ایک ساز دیا گیا ہے"
(اللہ اکبر)

ح: حسنوا القرآن باصواتکم۔ قرآن میں اپنی آوازوں سے حسن پیدا کرو۔

ح: لیس منامن لم تیغن بالقرآن۔ ترجمہ: جو قرآن کو گا کر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

یہ ارشادات نبوی کیا حسب ذیل فرمان تعالیٰ کی تفصیل نہیں؟:

ان انکر الاصوات لصوت الحمیر

ترجمہ: سب سے بری گدھے کی آواز ہے۔

اللہ اللہ! خدا نے اسلام کو وہ روز بد دکھایا ہے کہ اس کے برگزیدہ نبی کو غیر مسلم اور مسلم دونوں (توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد) بالکل ہی حبس اور اُجڈ سمجھتے ہیں جو نغمہ کے تاثرات کا قابل نہیں۔ وحوش وطیور اور اونٹ، سانپ تک نغمہ سے متاثر ہوجائیں اور نہ متاثر ہو اور نغمہ سے نفرت کرے تو ہمارا پیارا نبی! باوجود ارشادات بالا کے حضور انور پہ مخالفین الزام لگاتے ہیں کہ حضور کو نغمہ ناپسند تھا۔ اس کو برا جانتے تھے، اس کو سننے سے منع کرتے تھے۔ شاید اسلام کے پیارے نبی کی غیر اقوام میں اس سے زیادہ خود مسلمانوں نے توہین نہ کی ہوگی۔ ایک شخص ہے

لہ یہ مطلب نہیں کہ موسیقی کا لحاظ رکھا جائے۔

جو بے حس ہے اور جس کو گانے سے مس نہیں، جس کو نغمہ سے تعلق نہیں، اور پھر وہ نبی بھی! ناممکن ہے۔ مگر مخالفین حضور انور کو نغمہ سے متنفر بتاتے ہیں۔ گویا حضور میں نعوذ باللہ روحانیت نہیں تھی۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں :-

"جس کے جذبات میں سماع سے تحریک نہ ہو وہ ناقص ہے، غیر معتدل ہے۔ روحانیت سے دور ہے۔ غلاظت طبع اور کثافت میں اونٹ اور پرندوں بلکہ تمام چوپایوں سے زیادہ ہے۔ اس لئے کہ وہ سب نغموں سے متاثر ہوتے ہیں، اسی لئے پرندے حضرت داؤد کی آواز سن کر اُن کے سر پر ٹھہر جاتے تھے"۔

حضرت امام موصوف سچ کہتے ہیں۔ تحریک جذبات کرنے والی آوازیں حرام نہیں، بلکہ جو اُن سے متاثر نہ ہو وہ ناقص اور روحانیت سے دور ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کب تک اسلام کے برگزیدہ نبی کی اس طرح توہین کی جاتی رہے گی کہ ان کو نغمہ کا دشمن بتایا جائے گا اور دنیائے فنون لطیفہ میں اُن کو بے جان بت کی طرح (نعوذ باللہ) ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی رہے گی۔ آخر کب تک ہمارے علماء نغمہ سے متنفر ہو کر اسلام سے لوگوں کو متنفر کرتے رہیں گے۔ اسلام نغمہ ہے، نغمہ توحید ہے اور یہ نغمہ ہی اسلام ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ جہاں تک نغمہ کا تعلق ہے ہمارے پیارے نبی سے زیادہ اس سے محبت کرنے والا انسان دوسرا نہ تھا۔

اب آگے بڑھیئے اور احادیث کی مشہور کتب ترمذی اور مشکوٰۃ کو ملاحظہ فرمائیے:۔

حج عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے شور اور بچوں کی آوازیں سنیں۔ رسول اللہ کھڑے ہو گئے دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی ہے اور بچے اس کے چاروں طرف ہیں آپ نے فرمایا عائشہؓ یہاں آؤ دیکھو۔ میں حاضر ہوئی اور میں نے اپنی ٹھوڑی رسول اللہ کے شانہ پر رکھ دی اور سر اور شانہ کے درمیان سے جھانکنے لگی حضور فرماتے رہے کہ ابھی تمہارا جی نہیں بھرا، ابھی تمہاری طبیعت سیر نہیں ہوئی اور میں نہیں نہیں کہے گئی۔ اتنے میں حضرت عمرؓ برآمد ہوئے اور لوگ اس رقاصہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں شیاطین، جن وانس کو دیکھتا ہوں کہ وہ عمرؓ سے بھاگتے ہیں۔ پھر میں واپس آگئی۔"

غالباً اس حدیث میں ناچ کو یا ناچنے والی کو شیاطین نہیں کہا ہے بلکہ لڑکوں کو ازراہِ محبت ایسا کہا ہے، ورنہ اگر ناچ دیکھنا فعلِ شیاطین ہوتا تو خود کیوں ملاحظہ فرماتے اور عائشہؓ کو دکھاتے۔ محدثین نے کبھی اس حدیث کو رقص و سرود کی حرمت کے باب میں نہیں لکھا ہے۔

اسی طرح وہ مشہور حدیث بھی سب جانتے ہیں جس میں بی بی عائشہؓ کو حضور نے مسجد نبوی میں حبشیوں کا جنگی ناچ دکھایا تھا۔

اِن احادیث کی تشریح حضرت امام غزالیؒ حسب ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"یہ نص صریح ہے اس بات پر کہ گانا اور کھیل حرام نہیں ہے ......"

ح۷۔ مسند امام احمدؒ میں روایت ہے کہ حبشی رسول اللہؐ کے سامنے دف بجاتے تھے اور ناچ رہے تھے۔

ح۸۔ بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ جہاد پر تشریف لے گئے جب واپس ہوئے تو ایک سیاہ رنگ کی کنیز آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح سالم واپس لائے گا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر نذر مانی ہے تو تو گا و ورنہ نہیں۔ وہ دف بجانے لگی ......" (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

اب سوال یہ ہے کہ اگر اس طرح عورت کا گانا سننا حرام ہوتا تو حضور کیوں اس کو اجازت دیتے۔ نذر حرام چیز کی نہیں مانی جا سکتی۔ کجا اجازت رسولؐ ملنا۔ نہ کوئی حرام چیز نذر ماننے سے حلال ہو سکتی ہے۔ اسلام اسوۂ حسنہ سے ہمارے قرب اور بعد کا یہ حال ہے کہ محلے کے مولوی صاحب کی واپسی پر آپ کسی غریب عورت سے مولوی صاحب سے یہ درخواست کروا کر دیکھئے کہ اس کی کیا گت بنتی ہے اور وہ بھی مذہب کے بہانے۔ یا مسلمانو عبرت حاصل کرو اور خدا کے واسطے ان نام نہاد علما کے ہاتھ سے مذہب کی باگ ڈور چھین لو۔

ح۹۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابوبکرؓ تشریف لائے اس وقت میرے پاس دو کنیزیں تھیں اور وہ ایام منیٰ تھے وہ دف بجا رہی تھیں اور ناچ

رہی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ گا رہی تھیں۔ وہ اشعار جو انصار نے یوم بعاث میں موزوں کئے تھے۔ حضور کپڑے سے منہ ڈھانکے ہوئے تشریف رکھتے تھے۔ ابوبکرؓ نے ان کنیزوں کو جھڑکا۔ رسول اللہؐ نے منہ کھولا اور فرمایا کہ ابوبکرؓ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

گھر میں گانا بجانا ہوتے دیکھکر جھڑکنے والے حضور کے اس ارشاد کو غور سے پڑھیں۔

ح ۱۰۔ عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ نکاح کا اعلان کرو اور مساجد میں منعقد کرو اور اس پر دف بجاؤ۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ، مشکوٰۃ۔)

ح ۱۱۔ محمد بن حاطبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ حلال اور حرام کا فرق نکاح میں آواز (گانا) اور دف سے ہے۔ (ایضاً)

ح ۱۲۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک لڑکی خاندان انصار میں سے تھی۔ میں نے اس کی شادی کی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا عائشہؓ تم گاتی نہیں؟ یہ خاندان انصار کا ہے جو گانے کو دوست رکھتے ہیں۔" (ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف۔)

انقلاب کے بدزبان اور احمق ایڈیٹر نے میری ماں بہنوں کو گالیاں دی ہیں اور لعن وطعن کی انتہا کر دی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ شرفا کی لڑکیوں کے گھر میں گانے بجانے کو بُرا کہہ کر انہوں نے اہل بیت

رسول ﷺ کی توہین کی ہے۔ ذرا وہ اپنے الفاظ پھر دیکھیں اور اپنے گناہ کی توبہ کریں۔

حضرت مولانا عبدالماجد صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ ملاحظہ فرمالیجئے کہ یہاں حضور اپنی زوجہؓ سے گانے کے متوقع ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ انصار گانے کو دوست رکھتے تھے اور کس درجہ ان لوگوں میں گانے کا رواج عام تھا۔ اور گانا ضروری تھا کہ عائشہؓ نے بطور انصار کی لڑکی کا سرپرست بن کر نکاح کیا ہے تو انصار کے عادات تک کا اتنا احترام ہے۔ کیا اب بھی گانا سننا سنت رسول اللہ نہیں ہوا؟۔

ح ۱۳ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عائشہؓ نے اپنے ایک کنبہ دار کی انصار میں سے شادی کی۔ حضور تشریف لائے اور فرمایا کہ تم نے لڑکی کو بھیج دیا۔ عرض کیا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اُس کے ساتھ کسی گانے والی کو بھی بھیجا؟ عرض کیا کہ نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ انصار ایسی قوم ہے کہ جن میں غزل ہے۔ (گانے کی طرف زیادہ رغبت) کاش تم اُسکے ساتھ کسی کو بھیج دیتیں جو گاتا۔ (ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف)

اللہ اللہ! رسول اللہ کو کس قدر گانا محبوب ہے۔ کس قدر ضروری خیال فرماتے ہیں اور پھر یہ کہنا کہ حضور نے گانا اتفاقاً سن لیا ہوگا۔

پس اگر زمانہ کو دیکھتے ہوئے محض مشورہ دیتا ہوں کہ مسلمان لڑکیوں کو دوسری تعلیم کے ساتھ گانا بجانا اور ناچنا بھی سکھا دینا مصلحتاً درست

اور جائز ہے تاکہ وہ شوہر کی دلچسپی کا باعث ہوں اور شوہر کو گانے ناچ کے بہانے سے بدچلن اور آوارہ محفلوں سے بچائیں تو اس پہ میری جان آفت میں ڈال دی جاتی ہے حتیٰ کہ میرے موکل مجھ سے لڑتے پھرتے ہیں۔ اور یہ ایڈیٹر حضرات نہیں مانتے۔ خود مذہب و حدیث جانتے نہیں اور حضرات علما بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں اور یہاں ہماری آجاتی ہے آفت۔

۱۴ح۔ عامر بن سعد فرماتے ہیں کہ میں ایک شادی میں قرظہؓ بن کعب اور ابو مسعودؓ انصاری پہ گذرا تو دیکھا کہ کنیزیں گا رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ تم رسولؐ خدا کے صحابی ہو، اہل بدر سے ہو، اور تمہارے سامنے ایسا فعل ہو رہا ہے۔ دونوں نے بالاتفاق فرمایا کہ بیٹھ جاؤ اور سنو اگر جی چاہے تو۔ ورنہ چلے جاؤ۔ ہمیں تو شادی کے موقع پہ لہو کی اجازت ہے (نسائی)

یہ دونوں جلیل القدر صحابی ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر ناچ وغیرہ دیکھنا منع ہوتا تو ہرگز ہرگز یہ حضرات ایسا نہ کرتے۔

۱۵ح۔ ربیعؓ بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ اُن کی شادی کی صبح کو تشریف لائے تو آپ بیٹھ گئے میرے بچھونے پہ جیسے تو بیٹھا ہے میرے پاس۔ (یہ خطاب خالد بن ذکوان کی طرف ہے جو اس حدیث کو روایت کرتے ہیں) پھر ہمارے یہاں کی لڑکیوں نے گانا اور دف بجانا شروع کیا۔ وہ بیان کرتی تھیں ہمارے باپ دادوں کا جو مارے گئے تھے جنگ بدر میں۔ یہانتک کہ اُن میں سے ایک کہنے لگی " ہم میں ایک نبی ہے جو کل ہونے والی

بات جانتا ہے۔ (یعنی نعت شروع کردی) آپ نے فرمایا یہ مت کہو، وہی کہو جو کہتی تھیں۔ (ابی داؤد)

اب بتائیے کہ اپنے گھر کی لڑکیاں اگر خوشی کے موقع پہ گانیں بجائیں تو کون سی دوسری حدیث سے آپ منع کر دیں گے۔ شہداے بدر کی لڑکیاں اپنے باپ دادا کے کارنامے بیان کر کے گا رہی تھیں اور حضور شوق سے سُن رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ علماء نے اپنا کام نئی روشنی کے نوجوانوں کے سپرد کر دیا اور یہ ہماری تقدیر کی خوبی ہے کہ متقدموں کی مثلیں بھی دیکھیں، تعزیرات ہند بھی دیکھیں اور احادیث دیکھ کر علماء کو غلط راستہ سے چلنے سے بھی روکیں۔

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے۔ باجوں کا۔ ہمارے یہاں لڑکیوں کو ہارمونیم سکھانا ضروری سمجھتے ہیں اور مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ لڑکی اپنے شوہر کا دف بجا کر کان پھاڑ ڈالے تب جا کر شرع شریف پر چلی۔ عرض ہے کہ اس کا مطلب یہی ہوا نا کہ جب دف موجود ہے تو ہارمونیم کیوں بجاتے ہو، قطعی یہی تو پھر ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔ بقول حضرت اکبر مرحوم کے ؎

اونٹ موجود ہے پھر ریل پہ کیوں چڑھتے ہو

یہ تو بالکل ضد اور بحث ہو گئی۔

اگر یہ عذر ہے کہ عراقی باجے منع کر دیے گئے تھے، تو چلئے چھٹی ہوئی، ہارمونیم منع نہیں کیا گیا تھا۔

حضرت مولانا عبد الماجد صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عاشقانہ اشعار

حضور نہیں سنتے تھے۔ مودبانہ گذارش ہے کہ یہ خیال اُن کا صحیح نہیں ہے کیونکہ کعب ابن زہیر مشہور صحابی اور شاعر نے اپنا قصیدہ حضور انورؐ کو سنایا اور ایک چادر[1] حضور نے انعام میں اُن کو دی۔ اس قصیدہ کی تشبیب کے اشعار جن کی ملا علی قاری نے شرح کی ہے یہ ہیں:۔

"سعاد (نام) مجھ سے جدا ہو گئی اور آج میرا دل سب باتوں سے بیزار ہے۔ اس کا غم ایسا ہے جس سے میں فدیہ دے کر بھی رہا نہیں ہو سکتا۔ جدائی کے وقت سعاد کس قدر خوش آواز، سرمگیں چشم اور کوتاہ نظر تھی۔ آگے سے اُس کی کمر پتلی معلوم ہوتی ہے اور پیچھے سے اُس کے سُرین بڑے معلوم ہوتے ہیں۔ اُس کا بدن اور اعضا موزوں اور متناسب ہیں۔ وہ کیا اچھی معشوقہ ہے اگر وعدے کی سچی ہو یا نصیحت مان لے۔ مگر وہ تو ایسی ہے جس کے خون میں ستم، جھوٹ، وعدہ خلافی اور مکر جانا شامل ہے۔"

صحاح ستہ کے علاوہ بیہقی اور حاکم ابن مردویہ و عبد البر نے استیعاب میں تحریر کیا ہے۔ اس قصیدے کو وہ بانت سعاد کہتے ہیں۔

مولانا عبد الماجد صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضور انورؐ نے صرف نابالغ لڑکیوں کا ہی گانا سنا۔ یہ خیال بھی مولانا موصوف کا صحیح نہیں ہے اور اس کا کسی طرح بھی کوئی ثبوت کسی روایت یا کسی سند سے نہیں

---

[1] یہ چادر قسطنطنیہ میں شاید تبرکات میں اب بھی موجود ہے۔

مل سکتا۔ مولانائے موصوف کے پیش نظر شاید فقہا کے اقوال ہوں گے کہ حضور نے نابالغ لڑکیوں کا ہی گانا سنا تھا۔ اور ان فقہا کے تمام ہی اقوال غلط ہوتے ہیں۔ بعض فقہا نے نابالغہ کی تاویل ضرور کی ہے مگر وہ بالکل غلط ہے۔ انہوں نے لفظ "جاریہ" سے مراد نابالغ لڑکیاں لی ہیں جو محض تاویل ہے چنانچہ اس نابالغہ والے جھگڑے کو امام نور پشتی نے ان الفاظ میں حل کیا ہے:۔

"وہ عورتیں تھیں جو گاتی تھیں۔ لونڈیاں اور کمین۔ اس لئے کہ عرب میں آزاد عورتیں اس کو اچھا نہیں سمجھتی تھیں" (حاشیہ مشکوٰۃ)

اس حاشیہ سے مولانا موصوف کی اور بھی تردید ہوتی جا رہی ہے جو مجھے بھی مقصود نہیں یعنی یہ کہ "لونڈیاں اور کمیں" یعنی پیشہ ور یا ذلیل عورتیں گاتی بجاتی ہیں۔ خواہ یہ خیال صحیح ہو یا غلط مقصد ہمارا حل ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ صرف نابالغہ لڑکیوں کا ہی گانا حضور نے نہیں سنا بلکہ بالغہ عورتوں کا گانا بھی سنا۔ جیسا کہ ح۷ اور ح۸ سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں عورتیں بالغہ تھیں۔ بالخصوص ح۸ والی عورت جو کسی طرح نابالغہ ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ ایسی صورت میں اس پر نذر پوری کرنی فرض نہ ہوتی اور حضورؐ منع کر دیتے۔

پھر خاص طور پر ح۱۲ سے تو بالکل ہی ثابت ہو گیا کہ بالغ عورتوں کا گانا حضور سنتے تھے۔ کیونکہ حدیث کے اصلی الفاظ میں جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور صرف عائشہؓ سے آپ نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ دوسری عورتوں

کو بھی مخاطب فرما کر کہتے ہیں گویا یہ کہ "تم سب عورتیں ہو" اور ظاہر ہے کہ سب کی سب نابالغہ نہیں ہو سکتیں۔

اب اس کے بعد آخری اعتراض مولانا تے موصوف کا یہ رہجاتا ہے کہ متعدد احادیث گانے بجانے کے بارہ میں جو وارد ہیں تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے۔

اپنے تازہ ترین خط میں مولانا موصوف کو میں نے علی الاعلان لکھ دیا ہے کہ یہ خیال بھی ان کا صحیح نہیں ہے۔ ورنہ کوئی ایک بھی مستند حدیث ہو تو پیش کریں جس سے گانے بجانے کی حرمت نکلتی ہو۔ زیادہ سے زیادہ حسب ذیل حدیث پیش ہو سکتی ہے:-

(۱) عائشہ سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "قینہ" اور اس کے بیچنے کو اس کی قیمت اور اس کی تعلیم کو حرام کیا۔

یہاں سوال یہ ہے کہ "قینہ" کون بلا ہے "قینہ" سے مراد وہ لونڈی ہے جو شراب کی مجلسوں میں گانا سناتی ہے۔ اور یہاں اس قطامہ کی بحث ہی نہیں ہے۔ ہم خود تسلیم کرتے ہیں کہ "قینہ" کی تعلیم وغیرہ حرام ہوئی۔ مگر نیک اور شریف لڑکیوں کا اور بالخصوص گھر کی لڑکیوں کا گانا کیونکر حرام ہو گیا۔

دوسری وہ روایت ہے جس میں ابن عمر کی بابت ذکر ہے کہ انہوں نے بانسری کی آواز سنی تو کان میں انگلی دے دی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔ خود یہ کہ جو احادیث مسلم نہ کرے یا ان سے انکار

یہ پوچھا اُس کو گانوں میں اُنگلی دینے کا مشورہ نہیں دیا۔ غرض روایت کوئی صاف بات نہیں بتاتی۔ قصہ مختصر کوئی سند ہی نہیں جس سے گانے بجانے کی حرمت ثابت ہو سکے اور اس سلسلہ میں حسب ذیل حوالہ کافی ہے :-

نکاح۔ امام نوویؒ (شارح مسلم) فرماتے ہیں کہ حرمت غنا کے باب میں کوئی حدیث درست نہیں ہے۔ امام سخاویؒ نے مقاصد الحسنہ میں فرمایا ہے کہ وہ حدیثیں جو زبانوں پر مشہور ہیں اور اُن سے بعض فقہا نے یہ استدلال کیا ہے کہ گانا حرام ہے وہ ثابت الاصل نہیں۔ اور گانے کی حرمت درست نہیں اور اس کے لئے کوئی حدیث نہیں ہے۔ اگر اس بارہ میں کوئی حدیث ہوتی تو مجتہدین اُس سے دلیل کرتے۔ کوئی حدیث حرمت غنا کے بارہ میں نہیں ہے۔ نہ صحیح، نہ حسن، نہ ضعیف۔ اور جن حدیثوں کو دلیل میں پیش کیا جاتا ہے وہ ثابت نہیں ہیں، اور موضوع نہیں، لہذا اُن سے احکام ثابت نہیں ہو سکتے۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام مالکؒ امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبل اور سوائے ان کے دیگر احباب مذاہب نے ان حدیثوں سے تمسک نہیں کیا ہے بلکہ یہ حدیثیں ان اماموں کے متبعین کے کلام میں پائی جاتی ہیں جن کے اوپر یہ اعتماد نہیں ہو سکتا حضور پھر خاتمہ سقیم کو جاتے تھے۔ ابن عربیؒ مالکی فرماتے ہیں کہ گانے کے حرام

کا گانا حضور سنتے

ہوا ہے اور حضرت عائشہؓ بھی اور مولانا موصوف انہیں پیش نہ کریں۔

ہونے کے بارے میں کوئی حدیث ٹھیک نہیں ہے اور وہ حدیثیں جن سے فقہا نے تمسک کیا ہے سب موضوع ہیں۔ ابن طاہرؒ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے اور بعض شافعیہ کا قول ہے کہ منکروں کی کتابوں کے سوائے اور کہیں تحریم غنا کے بارے میں کوئی حدیث نہیں پائی جاتی۔"
(نغائم الاشواق)

لہذا مولانا عبدالماجد صاحب سے میری گذارش ہے کہ وہ گانے بجانے کی حرمت میں یا ناچ دیکھنے کی حرمت میں میری پیش کردہ احادیث کے مقابل کوئی دوسری حدیث پیش کریں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ حدیث کسی فقیہہ صاحب کے کلام کی نہ ہو بلکہ کسی بھی حدیث کی کتاب میں موجود ہو۔ دراصل کوئی بھی صحیح یا غلط حدیث گانے بجانے ناچنے وغیرہ کے خلاف ایک سرے سے ہے ہی نہیں۔ رہ گیا رنڈیوں کا گانا وغیرہ تو جس طرح نجاست کھانا بغیر کسی حدیث کے از خود حرام ہے اسی طرح مغلظات گیت اور فحش گیت فاحشہ عورتوں سے سننا سنانا ویسے ہی سب کو تسلیم ہے کہ بُرا ہے اور حرام ہیں تو اس کا موید نہیں ہیں تو اس کا استیصال چاہتا ہوں۔ اس طرح کہ ہماری بہنیں، بھانجیاں خوشی کے موقعوں پہ گائیں، اپنے گھر جائیں تو شوہر کی دلچسپی کا باعث ہوں تاکہ وہ فاحشہ عورتوں کی طرف رُخ بھی نہ کر سکے۔

اب میری طرف سے ایک اور سوال ہے۔ وہ یہ کہ جو احادیث میں نے پیش کی ہیں اگر کوئی مخالف اُن کو تسلیم نہ کرے یا ان کا انکار

کرے یا اُن کو غلط کہے، تب اُس کی کیا سزا ہے۔ صاحب نظام الاشواق کی حسب ذیل رائے ہے (اور میں اپنی رائے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں) ملاحظہ ہو:۔

"امام ابو حنیفہؒ نے اگر سماع ناجائز فرمایا ہے تو اس سے وہی سماع فحش و مضل مراد ہے نہ سماع مطلق، ورنہ دو الزام آتے ہیں۔ (۱) کفر اور (۲) فسق، نعوذ باللہ۔ اس واسطے کہ احادیث اس اعتبار سے کہ ہم تک پہونچی ہیں، تین قسم کی ہیں۔ ایک متواتر الاصل اور متواتر الفرع جیسے کہ نماز اور زکوٰۃ کی حدیثیں۔ پس اُن کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

دوسرے احادیث احاد الاصل مشہور الفرع جیسے بخاری و مسلم کی وہ احادیث جن کی تنقید نقادانِ فن مثلاً امام دار قطنی وغیرہ نے کی ہے، اُن کا انکار کرنے والا فاسق ہے۔

تیسرے وہ احادیث جو احاد الاصل اور احاد الفرع ہیں، جیسے کہ حدیث ان من اللہ والموصنون صلی وغیرہ۔ پس ان کے انکار کرنے والے پر کوئی مواخذہ نہیں ہے نہ کافر ہے نہ فاسق ہے۔ اور ہم نے جو احادیث اباحۃ السماع اور صوت الدف اور اشعار کے بارہ میں بیان کی ہیں وہ احاد الاصل اور مشہور الفرع نہیں لہٰذا ان حدیثوں کا انکار کرنے والا فاسق ہے اور اگر کوئی امام ابو حنیفہؒ کے قول کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر ترجیح دے تو وہ بالاتفاق سب کے نزدیک کافر

ہے۔ دوسرے یہ کہ فقہ کی کتابوں میں یہ شرط نہیں ہے کہ ان کا لکھنے والا عادل اور ثقہ ہو۔ ممکن ہے کہ کاتب اوّل یا ثانی یا ثالث نے اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیا ہو یا کم کر دیا ہو۔ بخلاف احادیث کے کہ اُس کی روایت کو صحیح مان لینے کے لئے عدالت شرط ہے لہذا حدیث کے مقابلہ میں فقہ پر عمل نہیں کر سکتے ...... الخ (انتہا کلم)

مندرجہ بالا حوالہ کے بارے میں میں خود کچھ عرض نہیں کر سکتا، بات دراصل یہ کہ فقیہوں کی تو عادت ہی رہی ہے کہ بلا دلیل اپنی اپنی مرضی سے جیسے جی چاہیں فتوے دیدیں اور علمائے ہند کے زیر مطالعہ سوائے ان فقہا کی کتب کے اور شاید ہی کچھ رہتا ہو۔ تمامتر اسلامی مذہب ہی ان حضرات فقہا کی دست درازیوں سے لہولہان ہو رہا ہے اُسوۂ حسنہ سے ان ہی فقیہوں کے فتاوے نے مسلمانوں کو نابلد کر رکھا ہے اور اگر کوئی کبھی ان فقیہوں کے خلاف زبان ہلاتا ہے تو سارا ہندوستان چیخ پڑتا ہے کہ مذہب کی توہین ہو گئی۔ کیا عرض کیا جائے۔ گانے بجانے، کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، سود، پردہ وغیرہ تمام معاملات میں ان فقیہوں نے یہاں ستم کیا ہے کہ مذہب اسلام کے گلے پر چھری پھیری ہے اور اپنے کسی قول کا تمسک قرآن اور حدیث سے کرنے سے قاصر ہیں۔ نتیجہ ہمارے آپ کے سامنے ہے کہ خواہ مخواہ ہر شخص روتا پھر رہا ہے کہ مسلمان مذہب سے دور ہو گئے۔ نئی روشنی اور تہذیب نے اسلامی معاشرت تباہ کر دی وغیرہ وغیرہ۔ درحالیکہ یہ سب کچھ توہم ہے۔ ہاں فقیہوں کے خودتراشیدہ

مذہب سے ہم برابر دور ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ نئی روشنی کی تعلیم ہمیں بتا رہی ہے کہ فقیہوں نے ایک بدصورت اور میلا کچیلا مذہب پیش کیا اور اس کا نام اسلام دھر دیا۔ درحالیکہ ہمارا اسلام وہ ہے جو کلام اللہ میں ہے یا جو کلام رسولؐ میں ہے۔ باقی سب فضول ہے اور سختی سے چھوڑ دینے اور دیوار سے مار دینے کے لائق ہے۔ اپنے قرآن اور اپنے پیارے رسول کو مت چھوڑو اور خدا اور رسولؐ کے اقوال کو مولویوں اور فقیہوں کے غلط اور خود ساختہ اقوال پر سے قربان مت کرو۔

لہو لعب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما الحیوۃ الدنیا لعب ولہو۔ گویا ساری دنیا ہی لہو و لعب ہے۔ پھر اگر خدا رسیدہ لوگ گانے کو لہو و لعب کہیں، تو نہ تو حضرت ہم سے چھوٹے گی وکالت اور نہ خود دیجیے۔

بعض فقیہوں نے کہا ہے کہ وہ گانا حرام ہے جس میں لہو و لعب ہو مگر ان فقیہوں نے گانے کی تعریف کی ہے یا مذمت کی ہے؟ نماز اور عبادت میں تو البتہ لہو و لعب منع ہونا چاہیئے اور ہے اور حرام قطعی ہے لیکن بیاہ گانے وغیرہ میں لہو و لعب کو ممنوع قرار دینا سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ جب کہ بڑے بڑے صحابی کہیں کہ خوشی کے موقع پر لہو و لعب جائز ہے اور روا جانتے ہیں۔

ہمارا فتویٰ

اب سب کی سُن لی تو ذرا ہمارا فتویٰ بھی سُن لیجیے۔ ہم فتویٰ دیتے
ہیں کہ مسلمان لڑکیوں کو دوسری تعلیم کے ساتھ ساتھ موسیقی کی تعلیم
بھی ضرور دی جانا چاہیے۔ گانا بجانا دونوں سکھانا چاہیے۔ گھر میں میلاد شریف
ہو تو لڑکیاں ہی گھر کی پڑھیں۔ خوشی کے موقعوں پر بدرسے شہیدوں
کی لڑکیوں کی طرح گیت گائیں اور ہارمونیم، وائلن وغیرہ بجائیں
اور اپنے گھروں میں رسول اللہ کے گھر کی سی فضا پیدا کردیں۔ رہ گئے
عشقیہ گیت تو وہ اپنے شوہروں کو سنائیں۔ ناچ بھی شوہروں اور
ہونے والے شوہروں کو دکھائیں۔ خوب ناچیں شوہر کے آگے کوئی مضائقہ
نہیں۔ شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ ہر قسم کا معقول اور نامعقول لہو و
لعب شوہر کے لئے بیوی کے ساتھ جائز ہے۔ چہ جائیکہ رقص و سرود۔
جو شخص اس کی مخالفت کرے وہ ظاہر ہے کہ اپنی عاقبت خراب
کرتا ہے۔ فقط

عظیم بیگ چغتائی

نوٹ

مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالہ کے بعد مجھے مجبوراً روزہ
نماز، سود، وغیرہ وغیرہ تمام مسائل کے بارے میں علماء اور فقہا کو اچھی
طرح بے نقاب کرنا پڑے گا۔ تاکہ لوگ دیکھ لیں کہ اسلام کیا ہے ا
وہ کس پھندے میں پھنسے ہوتے ہیں۔ کفر اور الحاد کے فتوے دن بدن
ہمارے اوپر شائع کئے جاتے ہیں درحالیکہ نئی روشنی کے دلدادہ نہ
قدامت پرستوں کے نہ صرف مذہب کو اچھی طرح سمجھتے ہیں بلکہ قر
تر بھی ہیں، در مخالفین یعنی بدنام کنندگان خود قرآن اور حدیث سے
مسئلہ میں کوسوں دور ہیں۔ خدا رحم کرے۔ آمین۔

ایڈیٹر انقلاب کی معذرت

میں اس پمفلٹ کو پریس میں دے چکا تھا اور وہ چھپ کر تیار بھی ہو گیا تھا کہ میرے ایک عزیز دوست کا لاہور سے خط آیا جن کو میں نے شکایتاً لکھا تھا کہ ایڈیٹر صاحب انقلاب کو قائل کریں کہ انہوں نے میرے بارہ میں کیوں یہ بات مشہور کر دی کہ میں نے ناچ دیکھنے کو سنت رسول اللہ کہا۔ درحالیکہ حریم کا مضمون موجود ہے میں نے کہیں یہ بات نہیں لکھی۔ ضروری حذف کے ساتھ خط کی نقل بجنسہ درج ہے۔

لاہور۔ ۲۲ جنوری سنہ ۳۳ء

مکرمی چغتائی صاحب۔ سلام مسنون میں اس طرف بیحد عدیم الفرصت رہا اور اُن حضرت (ایڈیٹر انقلاب) سے مل بھی نہ سکا۔ دو دفعہ رات کو گھر پر گیا مگر نہ ملے ..... آپ جانتے ہی ہیں..... معلوم ہوا کہ شغل اکبری کی وجہ سے دُنیا و مافیہا سے بیخبر پڑے ہیں۔ خیر....... آخرش دفتر میں ملا وجہ پوچھی تو غلطی کا اعتراف کیا۔ اظہار تاسف کیا اور معذرت خواہ ہیں۔ وجہ اس غلطی کی یہ بتائی کہ حریم کی ایڈیٹرس صاحبہ نے لکھا تھا لہذا انہوں نے بھی لکھ دیا۔ جب میں نے تردید کو کہا تو مجبوری ظاہر کی کہ اخبار کی پالیسی کے خلاف ہے لیکن اگر آپ اصرار کریں گے تو میں تردید بھی کرا دونگا۔ بلکہ بہتر ہے کہ آپ خود ہی لکھ کر بھیج دیں اور میں ذمہ لیتا ہوں کہ وہ شایع کر دیں گے...... والسلام

اس خط کو پڑھتے ہی میں نے حریم کی ایڈیٹرس صاحبہ کے مضمون کو دیکھا جو انہوں نے میرے مضمون کے ساتھ ساتھ شائع کیا تھا اور معلوم ہوا کہ دراصل غلطی سے انہوں نے شاید تیزی میں آکر ایسا لکھدیا تھا اور اس کو پڑھ کر ایڈیٹر صاحب انقلاب نے بھی وہی لکھدیا۔ گویا میرا اصلی مضمون شاید غور سے نہیں پڑھا لیکن مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور اب مجھے اُن سے اس بارہ میں کوئی شکایت نہیں گو اُن کی لاپرواہی کا نتیجہ اچھا نہ نکلا اور مفت خدا میرے خلاف ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ مجھے کسی تردید کی اشاعت کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے لئے یہی کافی ہے کہ انہیں اپنی غلطی تسلیم ہے۔ کیا میں ایڈیٹر صاحبان۔ ایمان خادم۔ وغیرہ وغیرہ سے بھی توقع کروں کہ وہ بھی اپنی غلطی کا اعتراف کر کے اپنی نیک نیتی کا ثبوت دیں گے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ خادم کے ایڈیٹر صاحب کو لکھتا ہوں اور بار بار لکھتا ہوں کہ حضرت رسالہ حریم کا میرا مضمون موجود ہے میں نے اُس میں نہیں لکھا کہ ناچ دیکھنا سُنتِ رسول اللہ ہے۔ اس کے جواب میں وہ مضمون دیکھنے کی تکلیف تک گوارہ نہیں کرتے بلکہ جواب دیتے ہیں کہ "پھر ایڈیٹرس حریم نے کیا یونہی لکھدیا" اب بتائیے اس کا میرے پاس کیا علاج ہے۔ پھر مصیبت پہ مصیبت، چند کوکینے ان ایڈیٹر صاحب نے میرے پیچھے لگا دئے۔ عرش، فرش، منظمی راز، شاعر وغیرہ۔ قصہ مختصر رامپور کے یہ اور اسی قسم کے جہلا جھٹ پڑے اور باوجود میرے بار بار لکھنے کے کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں لکھا

اور بھی بڑھ چڑھ کر لکھنے لگے یعنی یہ کہ مجھ سے اس بات کا جواب طلب کرنے لگے
کہ تم نے کیسے کہا کہ گانا اور ناچنا سنت رسول اللہ ہے! گانا سننا اور ناچ دیکھنا
نہیں بلکہ گانا اور ناچنا! لاحول ولا قوۃ۔ بہتر ہے کہ ایڈیٹر صاحب خادم مع ان
عرش فرش وغیرہ کے مجھ سے معافی نہ مانگ لیں بلکہ دل میں شرمسار ہو کر صرف
اپنی غلطی کا اعتراف کر لیں۔

دوسرا ستم ان ایڈیٹران نے یہ کیا کہ اپنے اعتراضات کو اس پہلو سے
پیش کرتے ہیں گویا میں فاحشہ عورتوں اور اُن کے گانے باجے اور ناچ کی
محفلوں کو جائز قرار دیتا ہوں۔ حالانکہ کوئی تعلیم یافتہ ایسا نہ ہوگا جو اس قسم کی
محفلوں میں ایک منٹ بھی بیٹھنا پسند کرے۔ کجا اُن کو جائز یا حلال، یا اچھا
کہنا۔ بعض ایڈیٹر اپنے اعتراض کے ذریعے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میں
نے رسول اللہ پہ یہ الزام دیا کہ انہوں نے (توبہ توبہ) اس قسم کی عورتوں کا
گانا سُنا۔ غرض ان ایڈیٹروں نے مجھ کو بہت بدنام کیا۔ گالیاں، دھمکیاں، طعنے
غرض کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ان باتوں سے ایک بات کا اور پتہ چلتا ہے وہ یہ
کہ مسلمان ایڈیٹر عموماً جاہل ہیں اور ان کے اخبار کے پڑھنے والے بالخصوص
مذہب سے ناواقف ہیں۔ لہٰذا اس پمفلٹ کے علاوہ میں دوسرے مذہبی مسائل
پر بھی چھوٹے چھوٹے پمفلٹ لکھونگا مثلاً سود، نماز، حج، زکوٰۃ، روزہ وغیرہ وغیرہ،
تا کہ صحیح حدیثوں اور قرآن پاک کی روشنی میں وہ خود دیکھ لیں کہ ہمارا مذہب کیا ہے۔
بہتر یہ کہ جسکو وہ مذہب سمجھ بیٹھے ہیں وہ مولوی کا مذہب ہے جسکو اسلام سے کوئی تعلق
نہیں، نہ تو اسکا وجود کہیں قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں ہے اور وہ محض مولوی کی تصنیف ہے

میری معذرت

اللہ نے میرے قلم میں طاقت اور قدرت دی ہے کہ اپنی ناچیز تحریروں سے خود خوش ہوں اور دوسروں کو خوش کروں، خود ہنسوں اور دوسروں کو ہنساؤں۔ میں اپنے قلم کو بدنام نہیں کرنا چاہتا اور اپنے قلم سے کسی کا دل دُکھانا نہیں چاہتا۔ لہٰذا میری تحریروں سے اگر کسی کا دل دُکھے تو میں قطعی تیار ہوں کہ باوجود اسکے کہ میں نے اس پمفلٹ کے ذریعہ سے ثابت کر دیا کہ میں نے نہیں امام غزالیؒ نے کہا تھا کہ گانا ناچنا وغیرہ جائز ہے لیکن میں پھر بھی کہے دیتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا وہ غلط لکھا اور رسولؐ اللہ نے گانا واقعاً نہیں سُنا۔ عذاب ثواب آپکی گردن پہ۔ اس پمفلٹ میں چند حضرات کی بدظنی اور انکے پیہم حملوں سے تنگ ہو کر مجبوراً مجھ سے انکی شان میں گستاخانہ الفاظ نکل گئے ہیں جس کے وہ خود ذمہ دار ہیں نہ کہ میں۔

اٹل فیصلہ

قبلہ و کعبہ سیدی و مولائی و مرشدی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی خدمت اقدس میں میں نے فریاد کی تھی کہ دیکھئے حضورؐ نے گانا سُنا تھا اور ناچ دیکھا تھا۔ اخبار کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور تو جھوٹا ہے اور معافی مانگ تو میں اب کیا کروں حضرت محترم نے حسب ذیل مجھے مشورہ دیا۔

"ناچ کے مضمون سے مجھے اتفاق ہے مگر دُنیا کے احمقوں کا علاج خاموشی سے ہوا کرتا ہے، نہ توبہ مفید ہوگی نہ بحث۔ بس چپکا ہونا فائدہ دیگا"

یہ ہے فیصلہ ہندوستان کے سب سے زبردست، روشن خیال، عالم اور صوفی کا جسکی علمی اور روحانی اور ادبی قابلیت کا سب کو اعتراف ہے اور اس پمفلٹ کے بعد جواب کوئی اس قصے کو طول دیگا تو اسکا بجز اسکے یہی علاج کیا جائیگا۔